سرمایہ داری جیب اور میڈیائی سکے

تحریر: سہیل احمد لون

انسان علم وہنر، فکروسوچ، مشاہدہ اور تحقیق کرنے صلاحیتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے دوسری تمام مخلوقات سے افضل ہے ورنہ کھانا، پینا، سونا، افزائش نسل اور اپنی نسل کو زندہ رہنے کے اصول جیسی جبلتیں تو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔انسان کی سوچ کو تبدیل کرنا یا کنٹرول کرنا مشکل ترین کام ہے اس کام کے لیے میڈیا موزوں ترین آلہ ہے۔اب روایتی جنگوں سے زیادہ میڈیائی جنگ پر دھیان دیا جاتا ہے جو اس میڈیا کی جنگ اچھے طریقے سے لڑنے میں کامیاب ہو جاتا ہے دنیا میں اپنا مؤقف بہتر طور پر منوالیتا ہے یعنی عالمی سوچ کو تبدیل کرنے کا بہترین ہتھیار میڈیا ہے۔ بھارت نے ممبئی کی دہشت گردی کو جیسے عالمی سطح پر دکھایا وہ بلاشبہ بھارتی ریاست چلانے والوں کی بہترین سوچ کا آئینہ دار ہے' خوبی دشمن میں بھی ہو تو تسلیم کرنی چاہیے یہی اعلی ظرفی ہے۔دوسری طرف ہماری حالت یہ ہے کہ ہم بھارتی جاسوس پکڑ کر اُسے ایسا چھپا رہے ہیں جیسے منشیات کا عادی پولیس کو دیکھ کر اپنی منشیات چھپالیتا ہے۔ریاست چلانا انتہائی زیرک اور فطین انسانوں کا کام ہوتا ہے یہ ذمہ داری بیوقوفوں کے سپرد نہیں کی جاتی۔ ہارٹ آف ایشیا کانفرنس میں پاکستان کو شرکت نہیں کرنا چاہیے تھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں نے پاکستان کو بھارت سے شرمندہ کروانے کی غیر محسوس ذمہ داری لے رکھی ہے۔ہم ایک ایٹمی طاقت ہیں اور باوقار بھی مگر عجیب وغریب بات ہے کہ بھارتی حکومت کر رویہ اور اُس سے مستقبل کے خدشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی پالیسی بنانی چاہیے تھی لیکن ہم نے منہ اٹھا کہ اپنے نمائندے بھجوا دیئے اور جو کچھ اُن کے ساتھ وہاں ہوا وہ انتہائی شرمناک ہے۔ صرف یہ کہنے سے کہ بھارت کو سفارتی آداب سے واقفیت نہیں ہماری اپنی ذہنی پستی ہے اگر انہوں نے کوتلیہ چانکیہ کو پڑھا ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ کوتلیہ ہزاروں سال پہلے یہ بات بتا کر گیا ہے کہ اپنے سے کمزور ریاست کے سفیروں اور قاصدوں سے کیسے ملتے ہیں اور بھارتی حکومت نے پاکستانی نمائندوں سے بالکل اُسی طرح ملاقات کی۔گزشتہ برس میں لندن میں صحافت کی ڈگری کر رہا تھا تو ہمیں سوشل میڈیا کی ابتداء اور اس کے اثرات کے بارے میں یونیورسٹی میں پڑھایا جا رہا تھا جب ٹویٹر کی بات کی گئی تو اس کی پہلی کامیاب مثال کے طور پر ممبئی دہشت گردی کے واقعہ کو پیش کیا گیا کہ کس طرح وہاں موجود لوگوں نے سوشل میڈیا کے ذریعہ پیغام رسانی کر کے اپنی خیریت سے آگاہ بھی کیا اور دہشت گردوں تک حساس اداروں اور سیکیورٹی اہلکاروں کو رسائی حاصل کرنے میں مدد بھی فراہم کی۔ عالمی سطح پر میڈیا پر کنٹرول یہودیوں کے پاس ہونے کی وجہ سے فلسطین کے مظالم بھی پیش نہیں کیے گئے جیسے ہونے چاہئیں۔کشمیر کے معاملے میں بھی میڈیا کا کردار ایک سوالیہ نشان ہے۔میڈیا دراصل ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے جسے سرمایہ دار اپنی مرضی کے مطابق چلا رہے ہیں۔ جرنلزم میں تو عوام کی دلچسپی کو مدنظر رکھا کر نیوز ایجنڈا اپنایا جاتا ہے مگر میرے ذاتی مشاہدے سے اس کی تعریف کچھ اور ہی طرح ہے۔میرے خیال میں

Journalism is based on public interest and capitalism based on self -interest. If

we try to put both things together, it's not the public interest that wins.

انفارمیشن ٹیکنالوجی دور میں بین الاقوامی معاملات کے علاوہ ملکی معاملات بھی میڈیا سے براہ راست جڑے ہوئے ہیں۔اس وقت ملکی وزیر اعظم کرپشن کے الزامات کا سپریم کورٹ میں سامنا کر رہا ہے اس کا تعلق بھی کہیں نہ کہیں سے صحافت سے ہی جڑتا ہے۔ پانامہ سکینڈل منظر عام پر آنے کے بعد ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس کی شفاف اور غیر جانبدار تحقیقات فوری شروع ہو جاتیں لیکن یہاں بھی میڈیا میں موجود کالی بھیڑوں اور ان کے سرمایہ دار مالکان نے پیسہ بنانے کے لیے کرپشن کا دفاع عدالتی کارروائی ہونے سے پہلے ہی شروع کر دیا۔ کچھ قومی اخباروں نے پہلے صفحے پر ان کی بے گناہی کے آدھے آدھے صفحے کے اشتہارات دے کر "پورا پورا معاوضہ" لینا شروع کر دیا۔

ملک بھر میں ٹی وی چینلز کی سینچری مکمل ہونے کے بعد تعداد میں تو ہم خود کفیل ہو گئے ہیں مگر معیار گرتا جا رہا ہے۔ میں ایسے ایسے بندوں کو بھی نجی ٹی وی چینلز کا لوگو پکڑ کر دیاڑی لگاتے دیکھ چکا ہوں جن کا صحافت تو کیا کبھی قلم سے تعلق بھی نہیں رہا۔ مگر وہ میڈیا مالکان کی منشاء کے مطابق کام کرتے ہیں خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے لیے بھی روٹی "روزی" کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ صبح کا آغاز ہی مارننگ شوز کے نام سے ہوتا جس میں صحافتی اقدار کی ہی نہیں ہماری تہذیب و تمدن کی بھی دھجیاں آڑائی جاتی ہیں۔ اور غضب خدا کا یہ مانگ شوز بھی مولا جٹ فلم کی طرح طویل دورانیے کے ہوتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ گیارہ مہینے چوہے کھانے کے بعد رمضان میں حج کرنے آجاتے ہیں۔ اس کام میں ملاں بھی داڑھیوں میں افشاں لگا کر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ چوبیس گھنٹوں میں پچاس سے زائد بریکنگ نیوز دینے کا وائیرس بھی خطرناک حد تک پھیل چکا ہے۔ جرائم پر پروگرامز کی بھرمار سے گھر بیٹھے جرائم کے نئے نئے طریقے بھی سیکھانے کا مکمل انتظام کیا جا رہا ہے۔ نیوز بلیٹن دیکھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ملک میں کوئی مثبت کام نہیں ہو رہا جس سے ملکی ساکھ عالمی سطح پر متاثر ہوتی ہے۔ میڈیا کا کام عوام کو انفارمیشن، انٹرٹیمنٹ اور ایجوکیشن دینا ہے کبھی وقت تھا نیلام گھر اور کسوٹی جیسے پروگرامز ہوتے تھے آج ان کی جگہ ایسے پروگرامز ہو رہے جن پر ایک مرتبہ طارق عزیز نے بھی افسوس کا اظہار کیا تھا۔ مہ پارہ صفدر، شائستہ زید، ارجمند شاہین، اظہر لودھی جیسے لوگ جب خبریں پڑھتے تھے تو ان سے تلفظ اور ادائیگی سیکھنے کو ملتی تھی آج نیوز کاسٹر کا تلفظ بھی ایسا ہی ہے جیسے ٹکر چل رہے ہوتے ہیں۔ میڈیا کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ صرف منفی چیزیں دکھا کر لوگوں کو ذہنی بیمار نہ کرے بلکہ مثبت چیزیں بھی دکھائے جس سے خبروں میں بیلنس بھی آئے گا اور ملک کی سافٹ امیج بھی ابھرے گی اس کے لیے ہوسکتا ان کے بینک بیلنس کو کچھ فرق پڑے لیکن ذمہ داری بہر حال پوری ہو جائے گی۔ ریٹنگ کے سرطان میں مبتلا بے لگام میڈیا صحافتی اصولوں، قدروں اور قوانین کی بھی پاسداری نہیں کرتا۔ کسی غریب کی بیٹی یا بچے سے زیادتی ہو جائے، دہشت گردی یا کوئی سانحہ یا حادثہ رونما ہو جائے تو بھی انسانیت کو بھول کر رپورٹنگ کی جا رہی ہوتی ہے۔ ایدھی صاحب کی وفات پر تو ایک ٹی وی رپورٹر قبر میں لیٹ کر رپورٹنگ کرتا ہوا دیکھا گیا۔ تفریح کے نام پر بے ہودگی اور گھریلو مسائل کے علاوہ کوئی موضوع نہیں ملتا جس پر ڈرامہ بنایا جائے۔ اپنے حساس اداروں اور فوج کی کردار کشی جیسے کام بھی میڈیا ایسے کرتا ہے جیسے ان کے تعلق بھارت سے ہے۔ جرنیلوں اور ججوں کو خبروں کا لازمی حصہ بنا کر ان کو سیاسی بنا کر رکھ دیا ہے حالانکہ مہذب معاشروں میں کوئی چیف جسٹس کا آرمی چیف کا نام تک نہیں جانتا مگر ان کا کام سب کو نظر آتا ہے۔ قومی ہیروز کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں اور چور ڈاکو لٹیروں کو ہیرو بنا کر پیش کر

تے ہیں۔اس وقت ہماری ملک کی زیادہ آبادی نوجوان طبقے پر مشتمل ہے اگر میڈیا نے اپنا رویہ نہ بدلا تو آنے والی نسل کی سوچ وہی ہوگی جو میڈیا یا میڈیا کو چلانے والے چاہتے ہیں۔یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ سرمایہ دار طبقہ کبھی نہیں چاہے گا کہ ملک یا دنیا میں سرمائے کی تقسیم منصفانہ یا مساویانہ ہو۔وہ سرمائے کے بل بوتے پر میڈیا کو کنٹرول کیے ہوئے ہیں اور میڈیا ان کی غلامی میں عام انسانوں کی سوچ کا زاویہ مخصوص اور محدود کرنے کی کوشش میں ہیں اور یہ سب کچھ اتنی دیر تک ہوتا رہا گا جبکہ تک میڈیا کی جیب میں سرمایہ داری سکے گر رہے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

04-12-2016